اِسلامی دنیا چوتھی صدی ہجری میں

(ایک سیّاح کے مشاہدات)

شام

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق ام۔اے)

(۳)

یہ ملک مغربی جانب بحر متوسط پر پھیلا ہوا تھا اور مشرقی جانب جزیرۂ عرب کے ریگستان پر شمال مغرب میں اس کی سرحدیں بازنطینی حکومت سے ملتی تھیں قدرتی وسائل سے یہ ملک مالامال تھا یہاں قدرتی گرم چشمے تھے، مرمر کی کانیں تھیں اور تجارت فروغ پر تھی یہاں ایسے مقامات بہت تھے جن کی مسلمان، یہودی اور عیسائی سب تعظیم کرتے تھے سوائے اس گرم حصہ کے جو شراۃ اور حولہ کے وسط میں واقع تھا اور جہاں نیل، کیلے اور کھجور کی پیداوار ہوتی تھی تمام ملک کی آب وہوا معتدل تھی" اس ملک میں دولت ہے، ارزانی ہے، تجارت ہے، ہنر اور صنعت ہے فقیہ، ادیب اور طبیب بھی ہیں لیکن یہاں کے لوگ ہر لمحہ بازنطینی حملے کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں اور محفوظ مقامات کو ہجرت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے اس کی سرحدوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو چکا ہے، باشندے علم وفضل، مذہبیت اور ذکاوتِ فہم میں عجمیوں سے کم ہیں۔ ان میں سے کچھ ترکِ اسلام کر چکے ہیں کچھ جزیہ دے کر بازنطینی حکومت کی رعایا ہو گئے ہیں انھیں نہ جہاد کا حوصلہ ہے نہ اسلامی حمیت کا جوش عوام جاہل ہیں علماء کم مگر ذمیوں کی کثرت ہے، مگر واعظوں کو ملک میں کوئی وقعت حاصل نہیں ہے،

فلسطین سے طبریہ تک سامرہ (سُمیری نسل کے قدیم باشندے) چھائے ہوئے ہیں البتہ پارسی اور صابئی نہیں ہیں[1]۔

طرسوس اور اس کے ماتحت شہروں کو چھوڑ کر جنہیں بازنطینی قیصر نے فتح کر لیا تھا (یاقوت نے معجم البلدان میں اس فتح کی تاریخ ۳۵۴ ہجری دی ہے) شام چھ بڑے ضلعوں پر مشتمل تھا جن کے نام اُوپر کی سمت سے سلسلہ وار یہ ہیں:۔

۱۔ قنسرین (صدر مقام حَلَب) اہم شہر (۱) انطاکیہ (۲) بالِس (۳) حماہ

۲۔ حمص (صدر مقام بھی یہی تھا) اہم شہر اور قصبے:۔(۱) سلمیۃ (۲) کفرطاب (۳) لاذقیۃ (۴) تدمُر الخناصرہ۔

۳۔ دمشق (صدر مقام بھی یہی تھا) اہم شہر اور قصبے:۔(۱) بانیاس (۲) صیدا (بندرگاہ) (۳) بیروت (بندرگاہ) (۴) طرابلس (بندرگاہ) (۵) بعلبک (۶) حُولہ۔

۴۔ اُردن (صدر مقام طبریۃ) اہم شہر اور قصبے:۔ قدس (۲) صُور (بندرگاہ) (۳) عکا (بندرگاہ) (۴) بیسان (۵) اُذرعات۔

۵۔ فلسطین (صدر مقام رَملہ) اہم شہر اور قصبے:۔ بیت المقدس (۲) عسقلان (بندرگاہ) (۳) قیساریۃ (۴) عمّان۔

۶۔ شراۃ۔(صدر مقام صُغَر) اہم شہر اور قصبے:۔(۱) مآب (۲) تبوک (۳) اُذرح (۴) ذیلہ (۵) مدین

۱۔ حلب

یہ ایک نہایت مستحکم، خوش آیند، پتھر سے بنا ہوا آباد شہر تھا، اس کے وسط میں ایک مضبوط و وسیع قلعہ تھا جس میں حَلَب کے سلطان کا خزانہ اور خورد و نوش کا سامان

---

[1] مقدسی صفحہ ۱۵۱-۲ و ۱۷۹

محفوظ رہتا تھا، یہاں کے لوگ مالدار، مہذب اور صاحب عقل تھے۔[1]

۲- حِمص

ایک زمانہ میں یہ شام کا سب سے بڑا شہر تھا لیکن بعد میں اس کی حالت خراب ہو گئی اور مقدسی کے وقت میں یہ تیزی سے ویران ہوتا جارہا تھا۔ یہاں کے باشندے احمق تھے اس کے ماتحت حصے زبوں حال تھے البتہ یہاں بھاؤ سستے تھے۔[2]

۳- دِمشق

شام کا یہ عظیم الشان شہر ایک میدان میں واقع تھا جس کا عرض نصف فرسخ (ڈیڑھ میل) اور اتنا ہی طول تھا یہاں بنو امیہ نے ایک شاندار عمارتی ترکہ چھوڑا تھا جو ہنوز محفوظ تھا یہاں کے عام مکانات مٹی اور لکڑی سے بنے تھے بہت سی نہریں شہر میں سے گذرتی تھیں اور شہر کے گرد دور دور تک باغوں چمنستانوں اور سایہ دار درختوں کا دلفریب حاشیہ تھا نرخ سستے تھے اور برف بآسانی مل جاتا تھا بقول مقدسی یہاں متضاد صفات پائے جاتے تھے، اس میں ایک طرف تو نہایت عمدہ، حمام، دل کش فوارے، اولوالعزم لوگ لطیف و خشک آب و ہوا اور وافر پھل تھے، اور دوسری طرف اس کے باشندے نہایت شوریدہ سر اور فتنہ پرور تھے پھل بدمزہ، گوشت سخت، مکانات اور کوچے تنگ و تاریک تھے روٹی خراب ملتی تھی اور ذرائع معاش بہت تنگ تھے حمص اور اس کے ماتحت شہروں کے برخلاف دمشق کے ماتحت سب شہر اور قصبے خوش حال اور ترقی پذیر تھے اس کے تین مستحکم، ساحلی شہر صیدا، بیروت اور طرابلس علم و ادب تہذیب و تمدن کی روشنی سے منور تھے اور سمندری تجارت سے بہرہ ور۔ بعلبک غلے اور انگوروں کے لئے خاص

---

[1] مقدسی ص۱۵۵ [2] مقدسی ص۱۵۶

شہرت رکھتا تھا جو ان گیہوں کے لئے، خولردنی اور پھولوں کے لئے، بانیاس جہاں ترکِ وطن کر کے آسو سے بھاگے ہوئے بہاجر آباد ہو گئے تھے ترقی کی طرف تیزی سے گامزن تھا۔

۴ ۔ طبریہ

اس شہر کی چوڑائی بہت کم تھی لیکن لمبائی تین میل کے قریب تھی۔ یہ طور (پہاڑ) اور بحیرہ (جھیل) کے درمیان واقع تھا۔ یہاں گرمی خوب ہوتی، مچھر اور پسّو بہت تھے۔ یہاں قدرتی گرم پانی کے آٹھ حمام تھے۔ شہر میں پھل اور غلہ کی افراط تھی۔ اس کے دو ساحلی شہروں، صُور اور عکا میں بحری تجارت ہوتی تھی اور صُور میں متعدد مصنوعات کے کارخانے بھی تھے اس کے ماتحت شہر بیسان میں چاول اور کھجور کی بڑی پیداوار تھی، اُردن اور فلسطین کی ساری ضروریات یہاں کے چاول سے پوری ہوتی تھیں اس کے ایک دوسرے ماتحت شہر کابل میں گنا پیدا ہوتا اور کھانڈ بنائی جاتی تھی۔[1]

۵ ۔ رملہ

ساحل سمندر اور پہاڑ کے نزدیک لہلہاتے گاؤں اور باغوں کے بیچ میں یہ شاندار شہر آباد تھا۔ اس کی خوشنما عمارتیں پتھر کی تھیں اور یہاں کی جامع مسجد حسن و دل فریبی میں ساری دنیا میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ یہاں کاروبار خوب نفع بخش تھا اور ذرائع معاش فراخ تھے یہاں پھل نہایت خوش ذائقہ اور افراط سے تھے، یہی نہیں، یہاں کے کھانے لذیذ اور روٹی عمدہ ہوتی تھی . . . . یہاں کے ہوٹل اور حمام صاف اور آرام دہ تھے مکانات کشادہ تھے سڑکیں فراخ اور شہر کا انتظام اچھا تھا۔ اس کے ماتحت شہر اور قصبے سب خوش حال اور ترقی پذیر تھے۔ البتہ یہاں مچھر بہت

---

[1] مقدسی ص ۱۵۶ و ۱۶۰ [2] مقدسی ص ۱۶۴ - ۱۶۱

ستاتے تھے اور میٹھے پانی کی قلت تھی۔[1]

۶۔ بیت المقدس

یہ ہمارے سیاح کا وطن تھا لکھتے ہیں یہاں کے مکانات نہایت خوش اسلوبی سے بہترین پتھر سے بنائے گئے ہیں، آب وہوا معتدل ہے یہاں سے زیادہ پاک باز لوگ کسی دوسری جگہ نہیں ملیں گے، نہ یہاں سے زیادہ پُرلطف زندگی کہیں اور میسر ہوگی پھر اس شہر سے زیادہ صاف ستھرے بازار بھی کہیں نہیں ہیں اور یہاں سے زیادہ فراخ مسجدیں بھی کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتیں اور نہ دنیا میں کوئی دوسری جگہ ایسی ہے جہاں ایسے مقدس مقامات ہوں، یہاں کے انگور نہایت اعلیٰ اور امرود بے نظیر ہوتے ہیں۔ میٹھے پانی کی افراط ہے ہر گھر میں حوض اور سرداب ہیں۔ اب اس کی کچھ برائیاں سیاح کی زبانی سنئے:۔ ایک حدیث کے بموجب توراۃ میں لکھا ہے کہ بیت المقدس سونے کا طشت ہے جس میں بچھو بھرے ہوئے ہیں چنانچہ اس کے حمام نہایت گندے ہیں اور روزی کا معاملہ بڑا سخت ہے اس کے علاوہ اہل علم وفضل بہت کم ہیں، عیسائیوں کی کثرت ہے جو بدخلق اکھڑ ہیں بازاروں اور ہوٹلوں میں جو اشیاء بکتی ہیں ان پر پولیس کی نگرانی میں بھاری ٹیکس لئے جاتے ہیں اور شہر کے ہر دروازہ پر مسلح سپاہی متعین ہیں جو سوداگروں کو صرف بازار میں بیچنے پر مجبور کرتے ہیں یہاں مظلوموں کی داد ہے نہ فریاد، غریب روزی کی مصیبت میں مبتلا ہیں، اور امیر اس اندیشہ میں کہ کہیں ان کی دولت چھین نہ لی جائے۔ فقرا کس میرسی کے عالم میں ہیں اور اہل ادب گوشۂ خمول میں پڑے ہیں نہ کلامی مجلسیں ہیں نہ درسی حلقے، عیسائیوں اور یہودیوں کا بول بالا ہے، مسجدوں میں نہ جماعت ہے نہ سلسلۂ تدریس شہر مکہ سے چھوٹا لیکن مدینہ سے بڑا ہے، تاہم یہاں آبادی خوب ہے اور دور دور سے لوگ

---

[1] مقدسی صفحہ ۱۶۷

زیارت کو نے آتے ہیں[1]

فلسطین کے ماتحت شہروں میں تین بندرگاہ تھے:۔

۱۔ عسقلان :۔ یہ شاندار شہر تھا مگر اس کا بندرگاہ غیر محفوظ تھا۔ پھل اور بالخصوص جمیز انجیر یہاں بکثرت ہوتے تھے اور اعلیٰ قسم کا ریشمی کپڑا (دفتر) بنایا جاتا تھا شہر خوش حال تھا اور ذرائع معاش وافر تھے[2]

۲۔ یافہ :۔ یہ شہر چھوٹا تھا مگر اپنے منافع کے لحاظ سے اہم تھا، فلسطین کا اکثر غلہ یہیں سے آتا تھا اور رملہ کی بحری تجارت اور آمد و رفت اسی کی معرفت ہوتی تھی۔

۳۔ قیساریہ :۔ ساحل بحر متوسط پر شام میں اس سے زیادہ عظیم الشان اور پر منافع بندرگاہ کوئی دوسرا نہ تھا۔ بقول مقدسی یہاں نعمتیں ابلتی تھیں اور زندگی کے ضروریات و لذائذ بوجہ اتم موجود تھے[3]

عمان (اس وقت یہ اُردن کا پایہ تخت ہے) یہ متوسط درجہ کا شہر حجاز کی سرحد پر واقع تھا، اس کے باہر گاؤں اور کھیت تھے یہاں سے غلہ اور بکریاں باہر بھیجی جاتی تھیں شہر میں متعدد آٹے کی چکیاں تھیں جو پانی سے چلتی تھیں، معاش آسان تھی اور پھل وافر تھے لیکن باشندے جاہل اور احمق تھے[4]

صُغر

یہ شہر پانی اور آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے باہر کے لوگوں کے لئے سخت مُضر تھا ایک پردیسی نے گھر والوں کو خط لکھا تو اس طرح شروع کیا من سَقَرِ السُّفلیٰ إلیٰ فردوس الأعلیٰ" جو شخص یہاں زیادہ دن ٹھہر جاتا بچتا نہ تھا۔ مقدسی کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے وبائی خطے دیکھے لیکن ساری اسلامی دنیا میں ایسا مہلک شہر نہیں دیکھا

---

[1] مقدسی ص ۱۶۷ [2] مقدسی ص ۱۷۴ [3] ایضاً [4] مقدسی ص ۱۷۵

یہاں کے باشندے سیاہ فام اور ناتراشیدہ تھے پانی گرم اور مضر صحت تھا اور شہر جہنم کی طرح گرم اس کی اہمیت کا راز اس کی بڑھی ہوئی اور پُر نفع تجارت میں تھا۔[1]

مقدسی نے فلسطین میں آگ کے ذریعہ خبر رسانی کے ایک دلچسپ طریقہ کی تصریح کی ہے۔ ہر ساحلی شہر میں ایک منارہ تھا اور ایک محافظ فوج رہتی تھی جہاں سے صدر مقام تک مناسب فاصلوں پر مناروں کا ایک سلسلہ تھا جب باز نطینی جہاز مسلمان جنگی قیدیوں کو زر مخلصی لے کر رہا کرتے دور سے نظر آتے تو محافظ فوج کا عملہ اگر رات ہوتی تو منارہ پر آگ جلا دیتا اور اگر دن ہوتا تو دھوئیں کے بادل چھوڑ دیتا دوسرے منارہ پر جو لوگ متعین ہوتے وہ یہ آگ یا دھواں دیکھ کر اشارہ پا جاتے اور فی الفور اپنے منارہ پر آگ روشن کر دیتے اور بعد کے منارہ والے یہ آگ دیکھ کر اپنے منارہ پر آگ جلا دیتے اور یہ سلسلہ صدر مقام رملہ تک جاری رہتا اور باز نطینی جہازوں کے آمد کی خبر ایک گھنٹہ میں وہاں پہنچ جاتی رملہ کے منارہ پر فوراً نقارے بجنے لگتے اور شہر میں منادی کردی جاتی کہ لوگ مسلح ہو کر ساحلی شہر کو جائیں اور اپنے عزیزوں کو چھڑا لائیں۔ مقدسی کے وقت میں ہر تین قیدیوں کو چھڑانے کے لئے سو دینار دینا پڑتے تھے، یہ عمل تقریباً سب ساحلی شہروں میں ہوتا تھا۔[2]

تجارت

شام کی تجارت مفید تھی الگ الگ شہروں کی پیداوار اور برآمد کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) فلسطین۔ ۱۔ زیتون کا تیل ۲۔ قطین نام کی انجیر ۳۔ کشمش ۴۔ خرنوب ۵۔ ریشم اور سوت سے بنے ہوئے کپڑے ۶۔ صابن ۷۔ تولیہ

(۲) بیت المقدس۔ ۱۔ پنیر ۲۔ روئی ۳۔ عینونی اور دُوری نام کی اعلیٰ کشمش ۴۔ سیب ۵۔ قضم قریش (پھل) ۶۔ آئینے ۷۔ قندیلیں ۸۔ سوئیاں

---

[1] مقدسی ص۱۷۹ [2] مقدسی ص۱۷۷

(۳) صُغر اور بیسان۔ ۱۔ نیل ۲۔ چھوارے ۳۔ چاول۔

(۴) عَمّان۔ ۱۔ مختلف قسم کے غلے ۲۔ بکریاں ۳۔ شہد

(۵) طَبریہ۔ ۱۔ چھوٹی دریاں ۲۔ کاغذ ۳۔ کپڑا

(۶) قُدس۔ مُنیرہ اور بَلعبیسی نام کے کپڑے ۲۔ رسیاں

(۷) صُوْر۔ شکر۔ سیپی۔ مخروط شیشہ۔

(۸) دِمشق۔ تازہ نکلا ہوا زیتون کا تیل ۲۔ بَلعبیسی کپڑا ۳۔ دیباج (ساٹن) ۴۔ گھٹیا قسم کا بنفشہ ۵۔ پیتل کے برتن ۶۔ کاغذ ۷۔ اخروٹ ۸۔ قُطَین نامی انجیر ۹۔ کشمش

(۹) حَلَب ۱۔ روئی ۲۔ کپڑے ۳۔ سوڈا مغرہ نامی لال مٹی۔

(۱۰) بُعلبک۔ ملبن نامی مٹھائی۔

شام کی بے نظیر چیزیں

۱۔ قُطَین نامی انجیر ۲۔ رملہ کی میدہ اور نہ بند ۳۔ بیت المقدس کے مُعَنّقہ امرود ۴۔ قضم قریش (پھل) ۵۔ عَینونی اور دُوری کشمش ۷۔ تریاق ۸۔ تسبیحین۔

محصولات

ہوٹلوں کو چھوڑ کر جہاں محصول بہت سخت تھے، شام میں تجارتی ٹیکس بالعموم معتدل تھے۔ لیکن یہاں ایک حفاظتی ٹیکس تھا جس کو حمایات کہتے تھے اور جس کے ذریعہ بازنطینی حکومت سے مقابلہ کے لئے بری اور بحری استحکامات کئے جاتے تھے، اس ٹیکس سے شامی خزانہ کو بارہ لاکھ دینار سالانہ کی آمدنی تھی۔[1]

---

[1] مقدسی ۱۸۹

مذاہب

عام لوگ سُنّی تھے۔ طبریّہ نصف نابلس، قدس اور عمان کے اکثر حصّہ میں شیعی مذہب رائج تھا مذہب اعتزال کے لئے ماحول سازگار نہ تھا حکومت اور مذہبی سیادت کی نظر میں معتزلی معتوب تھے، ملک میں مالکی اور داؤدی فقہ کے پیرو بھی نہ تھے، بیت المقدس میں کرّامیہ فرقہ کی خانقاہیں تھیں جہاں کلامی اور فقہی مباحث کے ہنگامے رہتے اور ترکِ دنیا کی تبلیغ کی جاتی تھی، دمشق کی جامع مسجد میں محدث اوزاعی کے پیرووں کا ایک درسی حلقہ تھا، شام پر فاطمیوں کے قبضہ سے پہلے یہاں کے لوگ زیادہ تر اہل حدیث تھے لیکن مقدسی کے وقت میں یہاں فاطمی فقہ اور اصول کے مطابق عمل ہونے لگا تھا۔ بایں ہمہ ملک کا کوئی بڑا یا چھوٹا شہر ایسا نہ تھا جہاں امام ابوحنیفہ کے پیرو نہ ہوں اور کبھی کبھی تو اس فرقہ کے جج بھی مقرر ہوتے تھے۔

حکومت

مصر کے فاطمی خلفاء کی حکومت تھی۔

ذمی۔

عیسائی، یہودی اور سامرہ (Sumerians)

رسومات

شام کی مسجدوں میں ہمیشہ قندیلیں جلائی جاتی تھیں۔ ہر صدر مقام کی جامع مسجد میں بیت المال ہوتا تھا۔ بازاروں میں اور جامع مسجدوں کے دروازوں پر وضو اور طہارت کا انتظام رکھا جاتا تھا نماز تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد نمازی آرام کرتے تھے اور ایسے بھی لوگ

---

[1] مقدسی صفحہ ۱۸۰-۱۷۹

تھے جو ایک رکعت کا وتر پڑھتے تھے ایلیا میں تراویح کی نماز صرف چھ رکعت پر مشتمل تھی، یہاں کے واعظ عالم نہ تھے، محض قصہ گو ہوتے تھے فقہ کا درس فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ہوتا تھا اور قراء جامع مسجدوں میں درسِ قرآن دیتے تھے، سال کے موسموں کا شمار عیسائی تہواروں سے لگایا جاتا تھا اور سب لوگ رومی مہینے استعمال کرتے تھے عقلی و فلسفیانہ مباحث سے شام کے فقیہ بے گانہ تھے۔ شام اور مصر دونوں جگہ دفتروں کے اہل کار اور منشی اکثر و بیشتر عیسائی ہوتے تھے اس قاعدہ سے ضلع طبریہ مستثنیٰ تھا، یہاں قدیم زمانہ سے مسلمان دفتری امور اور انشار پردازی میں مہارت حاصل کرتے چلے آتے تھے۔ ملک کے اکثر صراف، مہاجن، رنگ ساز اور چمڑہ صاف کرنے والے یہودی تھے اور اکثر عیسائی کلرک اور طبیب ہوتے تھے، شام کے لوگ عمدہ پوشاک کے شوقین تھے۔ گاؤن (gown) عالموں اور جاہلوں سب کا لباس تھا۔ گرمی کے موسم میں یہاں کے باشندے جوتوں کی جگہ ایک تلے کے چپل پہنتے تھے جب کوئی مرجاتا تو تین دن تک پورا قرآن ختم کرنے اس کی قبر پر جاتے تھے صرف بادشاہ اور اونچے منصب والے گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے، رملہ میں کپڑے کے بڑے سوداگر زین کسنے کے مصری گدھوں کی سواری کرتے تھے۔ شام کے رسم و رواج بہت کچھ مصر کے رسم و رواج سے ملتے جلتے تھے لیکن عراق اور اقور کے رسم و رواج سے خاصے مختلف تھے[1]

مصر

ہمارا سیاح ان الفاظ میں مصر کا تعارف کرتا ہے: مصر قُبَّۃ الاسلام ہے، اس کا دریا سب سے بڑا اسلامی دریا ہے، حجاز کی خوش حالی اس کی مرہون ہے، اس کے باشندے حج کے زمانہ میں جوق در جوق جا کر حج کو رونق بخشتے ہیں، خدا نے اس کو دو سمندروں۔ بحر قلزم اور بحر متوسط کے درمیان آباد کیا ہے اور اس کی عظمت و عزت کا شرق و غرب میں غلغلہ ہے

---

[1] مقدسی ص ۱۸۳-۱۸۲

شام اپنی تمام عظمتوں کے باوجود اس کا ایک قریہ ہے اور حجاز اپنی تمام فضیلتوں کے باوجود اس کا ذلہ ربا ہے۔ مصر امیر المومنین کا مسکن ہے اور قیامت تک اُس نے بغداد کی جگہ لے لی ہے اس کا پایۂ تخت فسطاط اسلامی شان و شوکت اور تمدن کا پر فخر کارنامہ ہے۔ بایں ہمہ یہ ملک قحط کی زد میں رہتا ہے اور قحط جب آتا ہے تو متواتر سات برس تک رہتا ہے۔ اس دوران میں لوگ مجبور ہو کر کتے کھاتے ہیں اور ہر قسم کی وبا کا شکار ہوتے ہیں اس کے علاوہ انجیر اور انگور یہاں مہنگے ہیں اور قبطیوں کے رسم و رواج رائج ہیں یہ شام کے ساحلی شہروں سے زیادہ گرم اور پہلے قبطی مہینہ طوبہ میں بہت سرد ہو جاتا ہے[1]

مقدسی نے مصر کو سات بڑے ضلعوں پر تقسیم کیا ہے جن کے نام سمت شام کی طرف سے یہ ہیں :-

۱۔ جفار (صدر مقام فرما) ۲۔
۲۔ حوف (صدر مقام بلبیس)
۳۔ ریف (صدر مقام عباسیہ)
۴۔ اسکندریہ (یہی صدر مقام تھا)
۵۔ مقدونیہ (صدر مقام فسطاط)
۶۔ صعید (صدر مقام اُسوان)
۷۔ الواحات

فَرَمَا

یہ خوش حال اور آباد شہر بحر متوسط سے ۳ ½ میل دور ایک نشیبی دلدلی علاقہ میں واقع تھا اس کے اردگرد دسیوں کی بہت سی شکارگاہیں تھیں۔ یہاں کا پانی کھاری تھا، بازار

[1] مقدسی ص ۱۹۳ - ۲۰۲

بہت اچھے تھے اور عمدہ قسم کی مچھلی وافر تھی شہر قلعہ کے اندر تھا یہاں متعدد سڑکیں ملتی تھیں اس ضلع کے تمام شہر سنہرے ریت کے نخلستانی میدانوں میں واقع تھے اور سڑکوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے منسلک تھے سڑکوں پر چھ چھ میل کے فاصلہ پر ایک دکان تھی [1]

مشتول

یہ حجاز کا خرمن تھا، یہاں بہت سی ہوائی چکیاں تھیں جن میں حجاز کا بیشتر آٹا پستا تھا ہمارے سیاح نے سال کے بعض حصوں میں یہاں سے حجاز کے لئے ہر ہفتہ ۳ ہزار اونٹوں پر آٹا اور دوسرے غلے جاتے ہوتے دیکھے۔ یہاں سے کیک اور بسکٹ بھی حجاز بھیجے جاتے تھے [2]

قلزم

یہ پرانا شہر بحر قلزم پر واقع تھا، نہایت خشک اور وحشتناک مقام تھا، جہاں پانی، گھاس، زراعت، مویشی، ایندھن، پھل کچھ نہ تھا پینے کا پانی کشتیوں اور اونٹوں پر بارہ بارہ میل دور سے لایا جاتا تھا شہر میں سخت گندگی اور بھیانک پن تھا اور یہاں کا سفر بھی نہایت دشوار تھا۔ تاہم اس کو تجارتی حیثیت سے بڑی اہمیت حاصل تھی، یہاں بہت سے شاندار محل تھے یہ مصر کا گودام تھا حجاز کا بندرگاہ اور حاجیوں کی رسدگاہ [3]

اسکندریہ

یہ عظیم الشان شہر بحر متوسط پر ایک نہایت مضبوط قلعہ میں واقع تھا جہاں نیک اور عبادت گزار لوگوں کی کثرت تھی اس کے حوالی میں بہت سے کھیت اور باغ تھے۔ سیاح نے یہاں کے پھلوں اور انگور کی تعریف کی ہے باڑھ کے وقت نیل کا پانی ایک بڑی نہر میں آجاتا

---

[1] مقدسی ص۱۹۵ [2] مقدسی ص۱۹۵

تھا جس سے اہالی شہر اپنے اپنے حوض بھر لیتے تھے۔ اس کی آب و ہوا اور رسوم شام کی آب و ہوا اور رسوم سے مشابہ تھے یہاں مرمر کی متعدد کانیں تھیں باشندے مرمر کے صاف ستھرے مکانوں میں رہتے تھے، اس ضلع کے سارے شہر آباد اور خوش آیند تھے۔[1]

فُسطَاط

یہ حکومت مصر کا دار السلطنت اور خلفائے فاطمی کا مستقر تھا۔ سیاح لکھتا ہے یہ نیشاپور سے زیادہ آباد، بصرہ سے زیادہ پر شکوہ اور دمشق سے زیادہ بڑا تھا یہاں کھانے لذیذ ہوتے تھے اور مٹھائیاں سستی تھیں۔ کیلے، تازہ کھجوریں، ترکاریاں اور ایندھن وافر تھے، یہاں کا پانی خوش گوار اور آب و ہوا صحت بخش تھی۔ یہاں سے شرق و غرب کو تجارتی قافلے جاتے تھے یہاں کے بازاروں میں ہر قسم کے نادر، عمدہ، قیمتی اور آرائشی سامان فروخت ہوتا تھا، اس کے علاوہ یہاں دنیوی اور علمی وجاہت کے لوگ بڑی تعداد میں موجود تھے اسلامی دنیا کی کسی جامع مسجد میں یہاں سے زیادہ بڑے درسی حلقے نہیں تھے، اور نہ کسی دوسری جگہ کے لوگ اتنے خوش لباس تھے، اور نہ کسی بحری ساحل یا دریائی شہر پر کشتیوں کا اتنا بڑا انبوہ تھا جیسا کہ اس کے کنارہ تھا۔ یہاں کے لوگ عافیت پسند اور حق دوست تھے یہ لوگ واعظوں اور مسجد کے اماموں کے صحیح انتخاب پر بہت زور دیتے تھے اور خرچ کی پرواہ کئے بغیر صحیح معنی میں لائق اور صالح آدمی مقرر کرتے تھے ان کا قاضی ہمیشہ بلند اخلاقی و علمی شخصیت کا مالک ہوتا تھا اور ان کے محتسب کو بادشاہ کا سا اقتدار حاصل تھا لوگوں کے چال چلن اور طور طریق پر وزیر اور خلیفہ کی کڑی نگرانی رہتی تھی اگر اس شہر میں بہت سی برائیاں نہ ہوتیں تو ساری دنیا میں اس کی نظیر نہ تھی شہر لمبائی میں ۲ میل سے زیادہ تھا اور محلّے اس طرح واقع ہوتے ہیں کہ آبادی کی تہیں ایک دوسرے سے بلند تر ہوتی جاتی ہیں اور

---

[1] مقدسی ص۱۹۷

مکانات چار چار یا پانچ پانچ منزل کے ہوتے ہیں، مجھے بتایا گیا کہ ایک مکان میں ڈیڑھ سو تک آدمی رہتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا کہ جمعہ کے دن دس ہزار آدمی مسجد کے باہر (دکانوں، سڑکوں وغیرہ پر) امام کے آگے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے اس رپورٹ پر اعتبار نہیں کیا، پھر ایک جمعہ کو شوق التطیر ذرا جلدی پہنچ گیا تو دیکھا کہ مسجد کے باہر واقعی لگ بھگ یہی تعداد تھی یہ واقعہ ہے کہ فسطاط مسلمانوں کا سب سے زیادہ شاندار آباد اور پر فخر شہر ہے۔ گنجان آبادی کے باوجود میں نے پندرہ سیر کے قریب میدہ کی روٹی (صرف میدہ ہی یہاں پکائی جاتی ہے) ایک درہم (تقریباً ۹ آنے) میں خریدی ہے اور آٹھ انڈے ایک دانق میں (تقریباً ۱/۲ آنہ) اور ستر امرود ایک درہم میں۔ کیلے اور کھجوریں ارزاں ہیں اور یہاں شام اور افریقہ کے پھلوں کی ڈیوڑھ بندھی رہتی ہے، خراسان و ماوراء النہر سے قافلے یہاں آتے ہیں اور اسپین و بحر متوسط کے جہاز اس کے ساحل پر لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں ہر قسم کا قیمتی آرائشی اور نادر سامان ملتا ہے، تجارت مفید ہے، دولت وافر ہے، یہاں سے زیادہ شیریں پانی، یا زیادہ نرم و منکسر لوگ، یا بہتر کپڑا یا زیادہ مبارک دریا کسی دوسرے ملک میں نہیں ملے گا۔ تاہم یہاں کے مکان تنگ، بودار اور گندے ہیں جہاں مچھروں کی تولید ہوتی ہے پھل کم ہیں، پانی گدلا ہے کنوئیں گندے ہیں اور کھٹملوں کی کثرت ہے یہاں کے لوگ مزمن خارش میں مبتلا رہتے ہیں گوشت مہنگا ہے، کتے کثرت سے ہیں، باشندے سنگین اور خوفناک قسمیں کھاتے ہیں، عجیب عجیب رسومات کے پابند ہیں ہمیشہ قحط اور نیل کے امساک سے ڈرتے رہتے ہیں۔ یہاں کے مشایخ علم و ادب شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور ان کی بیویاں بد چلنی سے۔ عورتوں کے دو دو خاوند ہوتے ہیں۔ دو مذہبی فرقوں میں بٹے ہوتے ہیں ان کا رنگ سانولا ہے اور بولی ناپسندیدہ۔[1]

---

[1] مقدسی صفحہ ۲۰۰ - ۱۹۷

اُسوان

یہ صعید (بالائی مصر) کا صدر مقام، تجارت کی منڈی اور خوش حال شہر نیل کے کنارہ آباد تھا۔ کھجور اور انگور کی پیداوار خاص طور پر یہاں بہت تھی[1]

الواحات

یہ ضلع سوڈان کی سرحد سے مراکش تک پھیلا ہوا تھا، ایک زمانہ میں یہ نہایت زرخیز اور اہم تھا ہمارے سیاح کے وقت میں بھی یہاں سے مختلف قسم کے پھلوں، مویشیوں اور پیداوار کی برآمد تھی[2]

تنّیس

مصر کے سمندر (نیل کا وسیع و عریض دہانہ) میں ایک جزیرہ پر واقع تھا۔ شان و شوکت میں چھوٹا بغداد تھا یہاں کے باشندے جو زیادہ تر قبطی تھے خوب مال دار تھے، مقدسی نے اس کو سونے کے پہاڑ سے تعبیر کیا ہے۔ یہاں عمدہ محل تھے، بازار خوش نما اور اشیاء سستی تھیں، مغرب اور مشرق کی تجارت کا مستقر تھا۔ یہاں ایک رنگین کپڑے ٹکونہ اور قیمتی چادروں کی بڑی صنعت تھی۔ تاہم یہ بہت گنجان اور گندا شہر تھا جہاں نجاستیں سڑکوں پر ڈال دی جاتی تھیں[3]

دمیاط

یہ بحری شہر بھی تنّیس کی طرح ایک جزیرہ میں واقع تھا دونوں شہروں میں چوبیس گھنٹے کی

---

[1] مقدسی صـ۲۰۱ [2] مقدسی صـ۲۰۱ [3] مقدسی صـ۲۰۱

مسافت تھی۔ تنیس کے مقابلہ میں سیاح نے اس کو زیادہ خوش آیند اور کشادہ پایا۔ یہاں پانی اور پھل بھی تنیس کی نسبت زیادہ تھے اور عمارتیں بھی زیادہ دل کش، یہاں کا کپڑا بھی زیادہ نفیس اور صاف اور دستکار نہ زیادہ ماہر تھے، شہر میں بیرونی حملہ سے بچاؤ کے لئے متعدد فوجی اسٹیشن تھے اور شہر کے گرد مضبوط قلعہ تھا۔[1]

شطا

دمیاط اور تنیس کے وسط میں ایک بحری گاؤں تھا۔ یہاں قبطی آباد تھے جو شطوی نام کا مشہور کپڑا بناتے تھے

طحا

یہ ضلع صعید کا ایک گاؤں تھا جہاں اعلیٰ قسم کا اونی کپڑا تیار ہوتا تھا۔ اسی ضلع کے ایک دوسرے قصبہ بہنسہ میں پردے، دریاں اور اعلیٰ روئی کا کپڑا تیار ہوتا تھا۔[2]

حکومت

مصر پر فاطمی خلفاء حکمراں تھے، ان کی حکومت میں انصاف ہوتا اور رعایا امن کی زندگی بسر کرتی تھی نزار عزیز باللہ جو مقدسی کی سیاحت کے وقت خلیفہ تھا (۳۸۶ - ۳۴۴) ایک طاقتور، اور مالدار بادشاہ تھا جس کے احکامات باقاعدگی سے نافذ ہوتے اور حکومت کے اہل کار اس کے مطیع و وفادار رہتے۔[3]

ذمی

قبطی عیسائی جن کے علاوہ ایک اقلیت یہودیوں کی بھی تھی۔

---

[1] مقدسی صـ۲۰۵ [2] مقدسی صـ۲۰۲ [3] مقدسی صـ۲۱۲

زبانیں

مسلمانوں کی عربی بے جان اور قاعدے قوانین کے معیار سے گری ہوئی تھی۔ قبطی عیسائی اور یہودی اپنی مادری زبان یعنی قبطی بولتے تھے۔

تجارت

مصر سے ذیل کی اشیاء باہر بھیجی جاتی تھیں۔

۱۔ فسطاط۔ ۱۔ ایک قسم کا موٹا، نرم چمڑا جو پانی میں گلتا نہ تھا ۲۔ ایک سرخ کپڑا جس کا استر لگایا جاتا تھا ۳۔ رسیاں۔

(۲) صعید۔ ۱۔ چاول ۲۔ اون ۳۔ کھجور ۴۔ سرکہ ۵۔ منقّٰی۔

(۳) تنّیس۔ ۱۔ ملوّنہ کپڑے کی مختلف قسمیں۔

(۴) دمیاط۔ سونے اور چاندی کے تار۔

(۵) فیوم۔ چاول ۲۔ گھٹیا قسم کا سن۔

(۶) بوصیر۔ اعلیٰ قسم کا سن،

(۷) فرما اور ماتحت شہروں سے ۱۔ مچھلی ۲۔ ٹوکریاں ۳۔ کھجور کے ریشوں سے بنے ہوئے عمدہ رسّے۔

مصری خصوصیات

۱۔ قلم ۲۔ توتیا ۳۔ مرمر ۴۔ سرکہ ۵۔ اون ۶۔ کینوس ۷۔ کپڑا ۸۔ روئی ۹۔ کھالیں ۱۰۔ جوتے ۱۱۔ کھجور کے ریشے جس سے رسّے بنائے جاتے تھے ۱۲۔ مرغابیاں ۱۳۔ کیلے ۱۴۔ موم ۱۵۔ قند ۱۶۔ رنگ ۱۷۔ دہاگہ ۱۸۔ سوڈا پوٹاش ۱۹۔ ہرسیہ (کھچڑا) ۲۰۔ بیذ (ایک قسم کا کھانا) ۲۱۔ مٹر ۲۲۔ کئی قسم کی ترکاریاں اور پھل ۲۳۔ گدھے ۲۴۔ گائیں ۲۵۔ ٹٹیاں

۲۶۔ بیعت نم قرآن خوانی ۲۷۔ جمعہ کا اجتماع ۲۸۔ مچھلی ۲۹۔ تجارت ۳۰۔ خیرات ۳۱۔ روزگار

محصولات

ٹیکس بھاری تھے، بالخصوص تنیس، دمیاط اور ان شہروں میں جو دریائے نیل کے کنارے آباد تھے، ملوّنہ اور شطوی کپڑے کی صنعت سرکاری نگرانی میں تھی جس کے زیر اثر تیار کیا ہوا ایک تھان پانچ چھ سرکاری مرحلوں اور ٹیکسوں سے نکل کر بازار پہنچتا تھا اور اگر اس کی گانٹھ باہر بھیجی جاتی تو اس پر مزید نصف درہم ٹیکس لیا جاتا۔ تنیس سے جب جہاز روانہ ہوتے تو ان کی تفتیش کی جاتی زیتون کے تیل کی ہر مشک پر ایک دینار ٹیکس تھا اور ہر قسم کے تجارتی سامان کا کڑا جائزہ لیا جاتا تھا فسطاط کے ساحل پر بھی سخت ٹیکس تھے۔ تنیس کے ساحل پر مقدسی نے ایک افسر کو دیکھا جس کے پاس ایک ہزار دینار یومیہ محصول وصول کرنے کا سرکاری اجازت نامہ تھا اور اتنی ہی رقم ساحل صعید اور ساحل اسکندریہ سے ہر روز وصول کی جاتی تھی شمالی افریقہ و مراکش وغیرہ سے جو جہاز اسکندریہ کے ساحل یا شام سے فرما کے ساحل پر لنگر انداز ہوتے ان سے اتنی ہی رقم وصول کی جاتی تھی قلزم میں ہر بوجھ پر ایک درہم ٹیکس کی عام شرح تھی۔[۱]

رسوم

مصر کی ہر جامع مسجد میں نماز فجر کے بعد امام قرآن سامنے رکھ کر کچھ حصہ پڑھتا اور نمازی اس کو ایسے ہی انہماک سے سنتے جیسا کہ واعظ کے وعظ کو، جامع مسجد میں مغرب کی نماز سے عشاء کی نماز تک فقیہوں، ماہرینِ قرات قرآن، ادیبوں اور فلسفیوں کے مختلف حلقے منعقد ہوتے تھے، ایسے علمی حلقے تقریباً ہر مسجد میں ہوتے تھے۔ مقدسی نے صرف جامع مسجد میں ایک سو گیارہ حلقے گنے کچھ مدرس اپنے لیکچر تہائی رات گئے تک جاری رکھتے تمام حلقوں میں سب سے زیادہ شاندار، باوقار اور کثیر التعداد وہ حلقے ہوتے جن میں قرآن اور قراتِ قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں کے باشندے خوش لباس اور تملق پسند تھے اگرچہ ان کو گوشت سے زیادہ رغبت نہ تھی تاہم مچھلی کا سر اور کستورا مچھلی نہایت شوق سے کھاتے تھے جمعہ کے دن لوگ بہت کم دھلے کپڑے یا پرانے جوتے پہنتے تھے۔ لوگوں میں نماز کے دوران میں اشارہ کرنے ناک اور گلا صاف کرنے کی بہت زیادہ عادت تھی اور رسم یہ تھا کہ ناک اور منہ سے نکلا ہوا مادہ جانماز کے نیچے پونچھ دیتے تھے

[۱] مقدسی صفحہ ۲۱۳ نیز الصاً صفحہ ۲۰۹